جلد ۸ نمبر ۳

مضامین غیر

مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء

رباعیات

برادران وطن

بر نام وطن نیست چہ ادبیر و جوان
پر جوش شوید از کرن ما بہ گران
چون بہر وطن بجان آمدن است
اے عشق سلیم [illegible] چون چیل دمان

طالب حق باش

حق گفتن پیشہ کن این عہد تو است
در این عہد بہ خواہی کہ کسی بیرون جست
دل سوختگان قوم ان بر [illegible]
تو سید کہ این عہد تری خواہم بست

بہر وطن جان بدہ

یاں راہنی تو بہر وطن چیست بدان
بر خود سستی د [illegible] گردان آسان
بر بستہ دنیا ستباز خود مشغل طفیل
آتش بحل کزدو است خلاق زمان

پند سود مند

این بود رعایا و شہنشاہ زمان
لازم ملزوم ہست چون تیر و کمان
از بودن این قوت آن می [illegible]
عدل شہ سیکند رعایا بدامان

چون امن بہ بہر شادمانی پیش است
آمد چو خلل سینہ ہر یک ریش است
اے شاہ زبہر بود خود عدل بکن
چون اون نہ کند کسے عدو سے خویش است

شاہا عدل تو گہر تو شاہ شود
این ظلم و ستم باعث اکراہ شود

چون چپاہ کنی برائے دیگر بشنو
خود بہر تو پر خطر ہمسان چاہ شود

گل کار برائے غیر گل خواہی یافت

چون آب دہی ساغر گل خواہی یافت
از بہر دیگران بکن [illegible] آسان
بر خود تار جسیم گل خواہی یافت

ندیم ہندی

سولانا اودھ پنچ از مولانا فتح وہرہیم خان

کا شیک ہینڈ

سلام علیکم اودھ پنچ ما	سلام کہ علی خیر اسیان ما
سلام کہ علی سعید اقبال کم	سلام کہ علی ناسہ تجربہ خاکم
سلام کہ علی [illegible]	سلام کہ ای تاج دمار کم
سلام کہ علی آخر ل نائک تو	سلام کہ علی طرز بیان تو
سلام کہ علی بوٹ دکنگات	سلام کہ علی خامہ فرسائیت

محمقی حق

کیا تھے یہیں دشمن دنون سے روز آوے نہ ادا
ہو گئے نہ سے کا ساقی ہم کو بھی خسارا
لکھوا لیا تھا میں نے مشوق کا اجارا
تھی بو مڑی غضب کی پرجیت پر بھی ہارا
ہام ہرم کی ان کی اب سیر ہاں نہیں کی
میدان میں آسکا ہے تنہا دغان کا آرا
پڑا ہمارا اڑ جائے گا آسمان پہ
جیسے کو لا تیکن گے ہم بازو ہے ہمارا
ڈگی اک رسید گر کے بولا میب فرگی
تم ہو قرینہ ہمرا ہم یار ہے تمہارا
بیٹھا ہے دو مت بن کر دشمن رقیب یارو
لکھوا لے گا یہ موذی گھر بار کا اجارا
ہوئی تھی میری بو جاد دشمن ہے اک جہاں اب
اے موت تو کہاں ہے آ دے مجھے سہارا
تھا چور یا عدو تھا آنکھوں سے ہی نے دیکھا
بام حرم سے اترا نے کر کوئی پشارا
غصہ میں بزم سے تو نکلا رقیب لیکن
شب بھر گنے گا تارے دن بھر پھرے گا مارا

تہا رن کو لا شنا دشمنیاں سی جان میری
اے فتح اب نہیں ہے تیز ہی کچھ سہارا

الراقم

مولانا فتح وعظیم خان قدس سرہ

گرہی کرتی۔ مدرسہ خانہ خانہ

یعنی

بموجب بائی لاز دفعہ ۲۹ بڑی (ح)
اور چھوٹی (ط) بزمیوں کی مقام مخصوص
سے الوداع

لیجیے حضرت! اب تو خوش ہوے؟ آج سے ہی سڑک جلا سونت ساسی کا جولا دل کے خاص الخاص مذکر میاں سڑک خان و جہمین سائنہ اگر سی بجگا نہ نے لکھنؤ کی کسی سڑک کو بہ علامت تانیث یاد کیا تو سمجھیے کہ آنکھوں کا اندھا نام نین سکھ ہے۔ بھلا جس مقام پر مونث کا نہیں تھوا ہے سونث کہنے کا کسی کو کیا حق ہے۔ اگر دیا تا کسی شخص نے سڑک خان کو سڑک خانم بنایا تو ہر شخص کو استغاثہ دشمنی حاصل ہے کہ جس طرح انڈ کے مقدمہ میں ۲۰ اور کیہ ان کی لفظ عورتوں کے ساتھ محکمہ عالیہ نے مخصوص کر دی تھی اسی طرح سڑک کی تذکیر بھی سرکار سے طے کرائے اور مستقبل حق مونث بنانے والے کو اور نہ پر سزا مقرر کرکے جیل خانہ کی ہوا کھلائے۔

دو سفر اب اس قدر کا ہوں کو سڑک ان کا ہوں سڑک [illegible] سڑک بھی چوپ پور کی سڑک۔ ناکا ہنڈولہ کی سڑک۔ نزہی کا سڑک۔ مال کا روڈ۔ قیصر باغ کی سڑک۔ لا ٹوش کا روڈ۔ آغا میر کی ڈیوڑھی کا سڑک۔ وکٹوریہ اسٹریٹ کا سڑک۔ سبزی منڈی کا سڑک۔ رانی کٹرے کا سڑک۔ دین دیال روڈ کا سڑک۔ کشمیری محلہ کا گلی۔ بابا نانک کا راہ۔

تفصیل اجمالی اینگ پیشگاہ بی میونسپلٹی سے با وصف تانیث ذاتی صفت کو ذکر گاہوں کو مونث نہیں رہنے دیا یعنی ذوات الاعلام کمیون آئے علم (علامت) بکاری یوں چپکا تے کہ فلاں

فلاں محلے میں زنمار کوئی زن بازاری نہ رہنے پائے۔ مکان دار ممنوعہ رقبہ میں نہ بیچ سکتے ہیں نہ کسی عمارت کو کسبیوں سے آباد کرا سکتے ہیں نہ کرایہ پر دے سکتے ہیں نہ کسی اور طریقے سے اسکا استعمال کرا سکتے ہیں۔ اگر اس قانون کی خلاف ورزی کر بیٹھے تو پانچسو روپیہ جرمانہ دینا ہوگا اور اگر خلاف ورزی برابر جاری رہیگی تو ہر ایسے دن کے بابت جسمیں مجرم کی نسبت یہ ثابت ہو کہ اس نے جرم کا کرنا جاری رکھا ہے پانچسو روپیہ روزانہ دینا پڑیگا۔ اس بائی لاز کی ایک نقل بعض بیسواؤں کے پاس بھیجی گئی ہے اور انھیں حکم ملا ہے کہ ایک ماہ کے اندر وغل بیرل کا صیغہ چھوڑ کے مکان مع بچھونا کا سبق پڑھو اور اس سرزمین پر چلی جاؤ جہاں اس بائی لاز کا آسمان چھایا نہ ہو۔ اگر اس اعت لام استغراق میں تم نے خلل ڈالا تو قانونی سزا ہے اور تمہارا لمبا دک بیدور۔

اس ماہانہ نوٹس کے جاری ہوتے ہی بیچاروں کی بیکلی بڑھ گئی۔ باقی بی بی کے کوس رہی ہیں۔

(۱) اے موکوکوئی اس منہ سے بیٹھی... سے پوچھے تو کہ آخر ہم لوگوں نے تیرا کیا بگاڑا ہے وہی مثل ہے بال بال تیرے ہی کا کال۔ کما تے کما تے ہاری کر ڈوٹ گئی ٹیکس پر ٹیکس دیئے مگر تیرے ٹیکس تو بس... ہم کے تو شیطان کیا۔ اب ادھر دھو نس رکھتی ہے کہ یہاں سے نکل جاؤ۔ ہے ہے اب ہم کدھر جائیں اور کس کے ہو کے رہیں

اور تو سب تری محفل میں بچے بیٹھے ہیں
بار بار اٹھنے کو کہتا ہے ہمیں سے کوئی

(۲) اے ہے تو نے یہ لیا اندھیر ہے آخر اس میونسپلٹی کو ری پیٹھ کیوں بیٹھنے لگے۔

(۳) بہن یہ ناحق کا بہانہ ہے کہ شریفوں کے ذہن کے ہماری صحبت میں بگڑتے ہیں۔ وہ شریف ہی نہیں جو رنڈی بازی نہ کرے۔ ہم شہر بدر ہوں تو بھی یہ لوگ ہمیں ڈھونڈ نکالیں گے۔

(۴) بی بی وہ مال شدہ کمیٹی اپنا ہو رون کالی دیو اے بی دنیا دل کھو شاد کر گئے... [illegible]

(باقی ملاحظہ ہو صفحہ ۵)

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ

عدالت جناب چودھری محمد علی صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول

مقام قصبہ ردولی ضلع بارہ بنکی

گنگو ولد ... قوم ... ساکن ... کاشتکار پرگنہ ردولی تحصیل رامسنیہ ضلع بارہ بنکی ۔ مدعی۔

بنام ... ولد ... قوم ... ساکن ... کاشتکار ... موضع ... پرگنہ ردولی ... واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ... لگان ... دائر کی ہے لہذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ... ماہ ... وقت دس بجے دن مقام قصبہ ردولی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو ... حاضر ہو ... اور جواب دعوی کرو ... [illegible]

... اگر تم تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہاری سماعت کیا جائیگا ...

آج بتاریخ ... ماہ ... ۱۹۲۳ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

مہر عدالت ... دستخط

اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول

اعلان

رسالہ النّاظر جو بیری ... کے اہتمام ... سے نکلتا تھا ... مشہور ... ملک کے ساتھ ... بحالت ... کے نئے دور ... زبان ... کی گئی ہے ... اگر رسالہ حال رہا تو انشاءاللہ یہ سلسلہ جاری رہیگا ... ایسے رسالہ کی ضرورت ... درج کرنے کی اجازت ... قیمت سالانہ مع محصول ...

(المشتہر) ... النّاظر ... لکھنؤ

۱۹۲۲ء کی چند مکمل جلدیں دفتر میں برائے فروخت موجود ہیں شائقین جلد طلب فرمائیں۔ قیمت فی جلد مع محصول ڈاک ... للعہ / صہ مینجر

رکھتے ہیں نہ حرام جانتے ہیں نہ حلال۔ ہم بھی جوان ہیں وہ بھی جوان ہیں۔ میونسپلٹی کوئی قاضی نہیں جو کروٹ جتاتی ہے"

(۵) اے بی بیٹھو یہ سب کہنے کی باتیں ہیں دیکھ لینا چار دن میں یہی بی میونسپلٹی ہمارے آباد کرنے کا ٹھیکہ اپنے ذمہ لیں گی مکان بنوائیں گی اور ہمیں وہاں رکھیں گی۔ ٹکس لیں گی کرایہ لیں گی۔ یہ سب بیچارے مالداروں کو پریشان کرنے کی تدبیریں ہیں۔ بھلا میں تم سے پوچھتی ہوں کہ اگر ہماری کمائی حلال نہ ہوگی تو..... محل..... کے مولوی صاحب ہماری کمائی میں کرایہ کا ساجھا کیوں لگاتے اور اپنی نیک کمائی میں یہ چھوت کا پیسا کیوں ملاتے۔ خدا جانے غریب مکانداروں نے کیا بگاڑا ہے سنتی ہوں دیبوت کا عذاب کہنے والے کی گردن پر مگر ہمیں کہیں بی میونسپلٹی ہون نے بعض لوگوں کے مکانوں پر اپنی ضرورت جتا کے قبضہ کیا تو پیسہ سرکار میں داخل کردو مکان والے بیچارے لاکھ نہیں نہیں کیا کیجے کچھ نہ چلی اب وہی مکان کسی اپنے یار غار کے ہاتھوں بیچ ڈالے ہیں وہاں رنڈیوں کا کارخانہ ناس کا گودام بنے گا ہیں جو یہ بات سچ ہے تو خود را فضیحت دیگراں نصیحت کی مثل سچ ہے۔ اور یہ تو کوئی پوچھے کہ کیا اکیلے ہم ہی شہر کو ستایا کرتے ہیں ارے شہر میں تو وہ رٹ بچی ہے کہ آئی توبہ۔ جگہ جگہ گوشت والوں کو دیکھو خدا جانے کہاں کا گوشت بیچتے ہیں دیکھنے کو اچھا خاصا ہے پر بکرے کا گوشت گلابی گلابی ہیں مگر ککڑ کو گلو نہ آج گلتا ہے نہ کل۔ دام اولی دینے پڑتے ہیں۔ شہد رستی کے ٹھیکے دار بھی بھولے سے بھی ان دکانوں کی جانچ نہیں کرتے تو ان کی وجان (وجہ) کیا؟ ہم لوگ عورت ذات ہیں ہم کو بس جتاتی ہیں۔ موئے قصائیوں کے گھر بیٹا دینا ہنسی ٹھٹھا تھوڑی ہے"

(۵) اے ان بی بی بگوڑی عورتوں کی مٹی پلید برباد ہو... مٹی کا تیل لوگوں کے پیٹ میں... دیتے ہیں اترتا چلا جاتا ہے۔ آنکھوں دیکھے...

ٹھنڈک کو کوئی خبر نہیں ہوتا"

(۲) "ٹی مٹی کا تیل کون کھاتا ہے؟"

(۵) ایسی تمہی بھولی جیسے کچھ جانتی ہی نہیں۔ آئے یہ ریلو کا اسٹر (عطر) مٹی کے تیل ہی پر تو اڑایا جاتا ہے۔ وہی عطر تمباکو کی پتی میں ملاتے ہیں وہی پٹھان باندھ باندھ کے بیچتے ہیں وہی سب کھاتے ہیں۔ میں کہتی ہوں تمہاری ناک کیسی ہے ذری پاندان کی ڈبیا نکال کے سونگھو۔ مٹی کا تیل ہے کہ نہیں؟ یہ گولیاں جو اڑا اڑا رہی ہیں سب ایسی بے ایمانیوں کے طفیل میں ہیں۔ کل حکیم صاحب کیا کہتے تھے سنا تھا کہ نہیں؟ وہ کہتے تھے کہ جو عارضے آجکل سنے جاتے ہیں وہ سب ان نئی نئی ایجادوں کی بدولت ہیں۔ عطر کی گیٹ میں خدا جانے کیا الم غلم ہوتا ہے وہ قوام اور گولیوں میں ملایا جاتا ہے لبی دوق کی بیماری پیشاب میں شکر آنے کی بیماری آج جس گھر میں موجود ہے سب ایسی ہی چیزوں کے کھانے سے پیدا ہوئی ہے۔ بعضے تمباکو والے گیلا اور کوکین اپنے تمباکو میں ملا دیتے ہیں اس کی عادت پڑجاتی ہے پھر سوائے اسکی دوکان کے اور کسی جگہ کی تمباکو منہ کو نہیں لگتی۔ ٹھنڈا قوام پیپرمنٹ ملاکے بنایا جاتا ہے پیشاب زیادہ آنے کی بیماری اس سے بڑھتی ہے۔ دانتوں اور مسوڑھوں میں پیپ اس سے پیدا ہوتی ہے۔ بہتیرے پیپرمنٹ کھانے سے میدا (معدہ) الگ خراب ہوتا ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ... بھی ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب کی آنکھ دیکھی کہتے ہیں کہ مکھیوں سے بچو یہ بیماری کا گھر ہیں۔ اپنے پنجوں میں روگ کے کیڑے چپٹا کے لاتی ہیں اور کھانے میں ملا دیتی ہیں۔ بڑے بوڑھے کہتے ہیں کہ مکھیاں کب نہ تھیں۔ انہی مکھیوں میں رہ کے اتنی عمر آئی جب ہر گھر میں ایسے ہی ایسے بیماری کے سامان موجود ہیں تو مکھیاں پھر کھل جو میں سب کے پیروں میں کیڑے چمٹیں گے۔ آپ کو کھیدو ان سے پہلے بیماری کے روکنے کی فکر کرنی چاہیئے نہ بیماریاں ہوں گی نہ کیڑے مکھی کے پاؤں میں چمٹیں گے ڈاکٹر صاحب نے آدمی سے جا نکلوانے کی جگہ کی

ایک مکڑی تو کسی چڑا باندھو اور مکھیاں مارتے چلو۔ شرط باندھ باندھ کے مکھیاں مارنے کیوں شروع کیں ڈاکٹر صاحب کیا خوب مکھی کی قسم ہے تم باندھتے ہو بڑی دور کی کوڑی لائے۔ یوں میں کہنا بھول ہی گئی۔ خالی عورتوں سے نہیں بلکہ مردوں سے بھی فرمائش ہے کہ جالی کی نقاب ڈالو پردے کی بوبو بن جاؤ۔ لکھ دلی بی متنا (متنا) گھر سنبھالو اپنا۔ یہ نہ کرنے کہ کھانے پینے کی دوکانوں میں جو چیزیں ہوتی ہیں ذری انکی کی جانچ کریں گوشت کی دیکھ بھال کریں۔ دودھ دہی کی نگرانی کریں۔ بنیوں کی دوکانوں پر پہرا بٹھائیں۔ بچانے کی کوشش کریں جس سے لوگ مارے موئے جاتے ہیں۔ جسکو دیکھو جو یلائی کی شکایت۔ یہ کائی کی ... بنائے چلا آتا ہے۔ جو نئی چیزیں جتنا ہی بتاتی اور خدا جانے کیا کیا اسپاز تمباکو کا امتحان کریں بیماریاں کم ہو جائیں۔ خالی مکھیاں مارنے سے کیا ہوگا"

(۶) نہیں بی وی اگر مکھیاں مارنا ہی فرض ہے تو مردوں کو ہمارے سپرد کر دیں شیطان نے چاہا تو ایک ہفتوارے میں مکھیاں مارنے لگیں گے بھی جو سوائے مکھیاں مارنے کے اور کچھ کریں تو ہمارا ذمہ مولوی محمد علی صاحب جب چھندواڑے میں قید تھے تو دن بھر مکھی مارا کرتے تھے۔ ان کو وہاں پانسو روپیہ مہینہ ملتا تھا۔ لوگوں کو ہم مکھیاں مارنا مفت سکھا دیں گے۔ سرکار دو ہی سو روپیہ مہینہ دے ارے ہاں۔ گھر سے بے گھر کرتی ہے تو کرایہ اور اسباب کی ڈھلوائی ہی مل جائے گی"

(۳) (ٹھنڈی سانس بھر کے) ارے بہن یہ سب خالی خولی چھیڑ خانی ہے غریب کی جورو سب کی سلہج وہی مثل ہے کمزور مار کھانے کی نشانی۔ کرنے خان سے کوئی نہیں پوچھتا"

(۲) بہن بے وارثا ہی تو کہو۔ یوں تو گلی گلی وارث پھرتے ہیں مگر سب کی ساری دنیا وارث ہوا سکا کوئی وارث نہیں ہوتا"

(۴) ہاں ہاں جیسے وقفی مال۔

(۲) خیر بہن وقفی مال کا تو ایک وارث پیدا ہو گیا ہے

وہ آدمی نہیں اونٹ ہے۔ ادھر ہری ہری دوب دیکھی اور تھوتھن بڑھا یا نیم کی کونپل نظر آئی اور گردن شتر کی طرح کھنچی۔ اب سنتی ہوں کسی خواجہ سرا کے مال کا وارث بننے کے لیے خود خواجہ سرا بننے والا ہے۔

(۶) ہمارا حال بھی خواجہ سراؤں کا سا ہے وہ بھی لاوارث ہم بھی لاوارث۔ وہ گئے ہاتھوں کسی کو اپنا وارث بنا لیں جاتے کچہری دربار میں وہ ودھ سب سے عارضی تذکرے گا۔

(۷) ہاں میں جب ہم میں سے کوئی لاوارث مر جاتا ہے تو اسکی دولت سرکار کی ہو جاتی ہے مگر پھر کوئی والی نہیں کرتی۔ آخر کوئی قبر میں تو بخشوانے جانے کی نہیں آج اسکو چاہیے کہ کوئی میونسپلٹی نے بالکل جوت لگا کے اُسے میں دخل دے۔

اتنے میں ایک میاں جبل سنہ بھی وارد ہو گئے۔ ہونٹ لٹکا ہوا۔ آنکھوں میں آنسو منہ بنا یا۔ آتا ہی پچھاڑ کھائی ہائے واللہ ہم تو کہیں کے نہ رہے۔ ہمارے نام بھی تو پروانہ آیا ہے کہ اگر ہم اپنا تشہیلی کام کو جاری رکھیں گے تو جرمانہ ہو گا۔ اب ہم کس کی ماں کو ماں کہہ کے نکالیں۔

لٹنا (نمبر ۲) اب تو یہی چاہتا ہے کہ ہم کسی شب خوست میں بھری تو شہر میں سے آئیں اور لیں مونسپلٹی سے اور کسی بد نواد میں۔ وہ نقد دیکھیے کیا ہوتا ہے مرتی نہیں تو … ولے مونسپل کی علت ان کا بھی دخل جائے تو … نام بدنام ہوں۔ مجھے تو یہ تعجب ہے کہ میونسپلٹی کو ہمارا نام کس نے بتایا۔ یہ ضرور خفیہ پولیس کی کارروائی ہے۔

لٹنا (نمبر ۳) بھائی کی باتیں! ابی کیا میونسپلٹی میں شریف ملازم نہیں ہیں۔ پھر آجکل ایسا کون شریف ہے جسکا کام ہم نہیں کرتے۔ سچ پوچھو تو شریفوں ہی کی بدولت ہمارا پیٹ پلتا ہے۔

مولانا پنچ! اسی ضمن میں آپ کا ذکر خیر بھی آ گیا ایک نے کہا کہ یہ سارا بس میاں اودھ پنچ صاحب کا بویا ہوا ہے ۱۹۱۲ء ہی میں انھوں نے سید میر جان صاحب کو لکھا تھا کہ شارع عام اور شرفا کی آبادی میں رنڈیوں کو مٹا دو۔ اور وہ آپ کی شعبی شکلیں ہیں جنکا مایہ

کو سٹون کی بارش ہونے لگی۔ ایک رنڈی زدہ نواب زادہ نے اس میں ان طاقی کہ ایا ہو کہیں اس قسم اسی روزی خدائی تو جانے گی یہ آفت ہیں۔ میونسپلٹی پر مجھے بھی دستخط لیتے تھے۔ میں نے تو صاف انکار کر دیا۔ مجھ سے تو وہی زاہد نفس کو گھڑی کٹھری طبلہ سارنگی اور ہوم مرید ستے مرکزاں ہو پھرتے نہ کیا جانے کا۔ یعنی آج بھی بات ہے میں صاحب کی آل [illegible] پھر جنگی زبان ایک دیکھا ہے ایک اسپرن کے حوروت اکی نادانہ بیاد نیند پری جاتا ہے ہم وہ زمانے میں

آزادہ روز غربت نہ تو وی دید مستم را
تو اہم کہ وہ گر بتکدہ سازد حرم را

انشاء اللہ اودھ پنچ صاحب مولوی کب سے ہو گئے خدا کرے ان کا حشر مع سلیف کے ساتھ ہو۔ میں تو اب عام اعلان کرتا ہوں کہ ان حضرت کو چوک میں کوئی محل نہ لے۔ واللہ حمیدہ شہیر بین۔ بھی ابو کے ہونٹوں کا شتاب۔ انجو پنچ ہے مجرمین آ اہ منظور ہو کہ شبہ ہوا کردان

اجابت از وحق بہر تمہ سال ہی آید

دیکھ لینا میرے قد کے برابر رہ کی ہماقت کی بجلی اس گرسنہ کی ہرے آتے ہیں دوان سے کسی کی بے اپائی کے عقدے کھولتے میں کسی کو کی دعوت دکھتے میں کسی کی تعزیر داری نہ کاری کی نقل کرتے ہیں۔ دیکھئے آپ کو تحفہ ہم سب کا کرتے ہیں پھر آپ کو اجارہ ہے؟

الغرض یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ قصائی اور اس کے ہمراہ دوان ناچ گانے کی کوشش کر رہے تھے۔ بندہ کا مولانا جلاآپ کی غیبت کس کا تو درست تھا اور ہمارا سر اقبال ہی ہوں کی ذمہ داری پر شدید کر لیا جاہے یہ پاؤں رکھ کے بھاگا میاں آکو ہی خبر مجھ کو بھی کیا زمانہ ہے کہ رپورٹ نہ کر دے تو دل لگی ہو دل لگی میں دھرا جاؤں۔ حالانکہ

این مرد است کہ بر تہمت آن ہم جستہ آ

دیکھیے چوک میں رہنے والے شرفاء اس ترجمی روت کو دیکھ کے کیا کہتے ہیں کیا نشہ کہ بالشت بھر کے

لے رڈ ہے ہیں تنی زرخیوں کی گولی کس کو بچائی گی راقم اسپیشل رپورٹر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

اسے کہتا ہے جہاں زخم ہرا اچھا ہو جائے۔

سنتا ہے کہ میاں یونان مجبور ہو گئے ہیں اور جنہوں نے پیپرے کے منہ دون کی سیر تیار کر لی۔ بہتے ہوا ہے کہ ہم میدان میں سنے جائیں گے کہ ایک ہاتھ میں معلوم ہو گی ایک میں زیتون کی ٹہنی۔ زیتون کی ٹہنی یا دفترسے میں کون لاتا ہے۔ آخر فرقی نے ہندی تو نیم کی ٹہنی لاتے ہو وہ سب ہوتا ہے۔ کا شکر ہے ترکوں نے اس طاقت میں کی فریب نہ رہے یا ٹہنی کے۔ یہ ذرخیز ہندی و ستانی کی ہے۔

جرمنی شرائط معاہدہ قبول کرنے سے انکار ہو جائیں بیجے سنوانے کی فکر میں ہے۔ انگلستان وغیرہ یاد رکھے کہ کانوں پر ہاتھ دھرتا ہے اگر جرمنی کو یقین ہو جائے کہ اس کی جد میں روکو وغیرہ ہے تو پڑا کر کے تو فرانس کو لینے کے دینے پڑ جائیں۔ اس صورت کی دن سے جرمنی کا اشتعال ناگزیر معلوم ہوتی ہے۔

مسلم دہلی

اخبار مسلم جو ایک عرصہ سے بحیثیت مسلمانوں کی خدمت کر رہا ہے ایک ہفتہ وار سے ہفتہ میں دوبار ہو گیا ہے جن لوگوں نے ابتک نہ دیکھا ہو وہ مفت نمونہ منگا سکتے ہیں۔

— منیجر اخبار مسلم دہلی

اخبار الخلیل تری کی تقطیع پر

یکم جنوری ۱۹۲۳ء سے مشہور اخبار الخلیل بجنور جدید انتظام کے ساتھ ۲۰×۲۶ کی تقطیع پر نہایت آب و تاب سے اپنی تازہ روایات لیے ہوئے وقت پر شائع ہوا ہے قیمت وہی پانچ روپیہ سالانہ فی پرچہ ایک آنہ

منیجر الخلیل بجنور صوبہ متحدہ



خود غرضی خانم سے مرے تم - دیکھئے اب کون صاحب بھیس مرتے ہیں؟

سال نو کی پیشین گوئی

ایک تقریب اور قریب الوقوع

۱ - جنازہ سے (بزبانِ حال) جو ہوگی زندگی بچ جائیگی بافضل مرتے ہیں۔
۲ - وارث سے مرو تم ہم بھی ترکہ بانٹنے کی فکر کرتے ہیں۔
۳ - گدھ سے جو موقع مل گیا ہم کو تو ہم بھی پیٹ بھر رہتے ہیں۔
۴ - غسال سے کوئی تین چار تعداد در ہوتی ہے ... غسال و گورکن ہیں۔

جھینپو

سلسلہ نمبر ۲ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۲۳ء

کسی طرح نارنگیاں خریدار بنے دین۔ آخر ایک دوست کے غریب گھوڑے پر سواری گانٹھی اور نارنگیاں لیتے چلا دو گھنٹے انتظار میں بسر ہوئے بندہ اسوقت تک شناور ہا کپڑے کسیقدر خشک ہو گئے تھے۔

نارنگیوں کا افسردہ نثار ہوا جی للچایا کہ منہ تو پھیٹے مگر جرأت کیسے آپ کو داشتہ پانی میں بھیگنے سے کرتے کی آستینیں پتلون کی شریان کلائیوں اور پنڈلیوں میں پیوست ہو گئیں گویا شرم نے ہاتھ پاؤں جکڑ دیے۔ بوٹ خلخال بن گیا۔ نوجوان لڑکیوں کی شرارت آمیز نگاہوں نے ٹٹی کی اوٹ کھڑی کر دی اور میں مجمع میں کسی طرح شریک نہ ہو سکا۔ ہائے کیا کرتا۔ ایک درخت کی جڑ میں اپنا منہ چھپا کے آنسو بہانے لگا میری شرم آلود آنسوؤں کی آبیاری سے یقین ہے کہ اس درخت کے پھل آئندہ تمام بیحیاؤں کی دوائیں جائیں گے۔ "بل" تھی تو اوڑان لڑکی اور شوخ دیدہ مگر پھر محبت عجیب چیز ہے۔ دو رکابیاں ہاتھ میں اٹھائے میرے پاس آئی اور دو جام افشردہ نارنگی بھی ہمراہ لائی جسمیں دیدے کے نوالے نکلے۔ ایک نوالہ منھ میں دیا تھا میرا خرسیلا جبڑا بھی اسے اچھی طرح چبا نہ چکا تھا کہ دوسرا حلق میں ٹھونس دیا "نمکین نخل چھڑی گھونسنا مار کے نیچے اتارا جیز رن کے کباب کی باریک ٹڑیاں حلق میں پھنس گئیں۔ گو بل ہنسیا تھا کہ نہ نگلتے بن پڑی تھی نہ اگلتے۔ آپ خیال فرمائیے کہ مصیبت تھی یا نہیں؟ انصاف شرط ہے۔ ارے حضرت اگر میں اُچھلا اور اچھل کے طشتری "بل" کی گود میں گرا دی شوربا ٹپکا بنا اور بل کا کلر نہ دیکھا۔ تو میرا کیا قصور ہے حلق میں نوالا اٹکا ہوا شرم کی پھانسی لگی اور میں لمبا لمبا چت لیٹ گیا۔

بل:- ارے دوڑو دوڑو۔ ارے ہے یہاں جھینپو کو کیا ہو گیا بڑا وقت تھا اگر نہ کچھ ہیں جہاں شوربہ دینا نہ کھاؤ۔ جھوٹ بڑا بول ہوتا آسمان سے بڑا نوالا کھانا مشکل۔ خدا اس سے سمجھے جس مردود نے یہ ہماقت ایجاد کی آج زندہ ہوتا تو میں اسے اپنی کیفیت دکھاتا مجھ کو پورا چوہا چپکلی کو مکھی اور مور کو سانپ جو اصل کو کنکر پتھر نگلنے میں وہ دقت نہ اٹھانی پڑی ہو گی جو سوختہ بخت جھینپو کو اٹھانی پڑی اس میں کچھ "بل" بیگم کی شرارت بھی تھی وہ جانتی تھی کہ میں جھینپو ہوں نوالا چبا نہیں سکتا نگاہ چار نہیں کرتا فلک کا ستایا ہوں ابھی ابھی سر تلے ٹانگیں اوپر تالاب میں بوڑھی کا نہان کر چکا ہوں اس نے جان بوجھ کے نوالے بڑے بنائے۔ خیر بہتر ہے ؎

ان ہاتھوں سے گر زہر بھی تم مجھ کو پلا دو
کافر ہوں اگر پینے میں کچھ چوں بھی کروں تم

"بل" کی صدائے احتجاج بلند ہوتے ہی دوست دوڑے میں لمبا لمبا چت لیٹا ہوا تھا آتے ہی ان کمبختوں نے سر ٹیک مجھ کے سینہ اور گردن کو گھونسوں کے دوہتڑ سے پیٹنا شروع کر دیا۔ دھما دھم گھما گھم پیہم گھونسے پڑے مسلم چوزے کا نوالا پانزدہ اور پنجوں کی ہڈیاں گلے میں پھونا کھائی پھیلتا معدے میں داخل ہو گیا۔ پھیلے گلے کی آلی زجانے عمر لادت سے نجات پائی۔ بمشکل آسان ہوئی۔ اگر کوئی جراح اسوقت میرے گلے کی تشریح کرتا تو یقین ہے کہ گوشت اور پوست کے دو رشتے دکھ کنا میں بمشکل تمیز کر سکتا ورنہ سے معلوم ہوتا کہ ابھی ابھی چھیو نگڑ دیا گیا ہے افیم کا رس ٹپکنے ہی پر ہے۔ ہر طرح میں اُن گھونسوں کا شرمندۂ احسان ہوں جنھوں نے لقمۂ سخت کے فشار سے مجھ کو خلاصی کرا دی۔ ورنہ آج تک چل بسا ہوتا لعنت ہے ان شوخ شریر دوستوں پر کمبخت ایسی مصیبت کے وقت بھی طعن و تشنیع زہر خند تکبیت ہانسی سے باز نہ آئے کسی نے کہا کلمہ پڑھو کلمہ کسی نے دعا پڑھ کے نارنگی کا افشردہ کھلے ہوئے منھ کی نگھیا میں ٹپکا دیا۔ ان سب نامعقولوں سے زیادہ گاؤں کے مسخرے صاحب نامعقول نکلے آتے ہی فرمانے لگے "گڑ گڑ میں کون بھیگ گڑوں کون ہلا بے مرغے گڑ ڑوں کون۔ بیٹے کی ہتھیلی میں پھیکا دیسی چوں چوں بھن بھن بھی چوں چاں چوں ..." کی مسخری ٹکا میں بندہ کی نازک طبیعت برداشت نہ کر سکی اور بسر امید وقت دخرابی جیتھڑے پھڑائے گھر کی راہ لی۔ بیچاری بل اپنے گلو بند سے خود با اور افسردہ پوچھ رہی تھی میں نے از راہ فیاضی بمشکل تمام اسے اطلاع دی کہ صبح کو اس گلو بند کے عوض دوسرا گلوبند حاضر کروں گا۔ تم رنج نہ کرو۔ جوتا بھیگنے کے بعد گرمی پا کے جو سکڑا تو گھسا سے ہوئے پیر کی طرح اینٹھ گیا خواہ مخواہ پاؤں بھیڈا پڑنے لگا۔ کس شان سے چلا تھا کس شان سے واپس جاتا ہوں۔ بہت تری شرم کی دم میں نمدا۔ دوستوں کا اصرار تھا کہ بیت کذائی بندہ یہاں موجود رہے مگر میں نے عذر کیا کہ اماں کا دل لگا ہو گا۔ ابا اکیلے ہوں گے۔ یہ سچ سچ گرہ بہت تنگ ہے ابر گھر آیا ہے۔ بجلی کڑکتی ہے میں جاتا ہوں روانہ باشد ....

دوسرا باب

شبِ خلوت

خداوندا کسی بھلے مانس کو محبت میں نہ پھنسانا۔ اُن لوگوں کا دل شیر کا سا ہوتا ہے آدمی کا نہیں جو بھرے مجمع میں بڑبڑ باتیں کرتے ہیں اشارے کرتے ہیں۔ اگر میں اپنے قابو میں ہوتا تو کبھی بھیڑ بھڑکے میں جانے کا نام نہ لیتا مگر ابا کو کیا کہوں کسی طرح نہیں مانتے زیادہ انکار کرتے بھی شرم آتی ہے۔ مجھ سے فرمایا گرجے جاؤ۔ گرجا ایک مذہبی جگہ ہے نہیں گئے خدا سے بھی شرم آتی ہے بہر حال ساتھ ہو لیا۔ کمبختوں نے سیٹیوں میں بیٹھا یا مذہب کا ٹاٹ بچھا دیا تھا جسمیں بڑے بڑے بجاتے تھے۔ ایسا ٹاٹ بچھاتے بھی ان کو شرم نہ آئی۔ شرم کی بے بودگی اور سارہ وجود میں جو کوئی اچھا ہوا ہو علاوہ کیونکر کسی کہہ سکتا ہے کہ بھی اچھا راستہ ہمارے سیئے بچھ شدہ۔ بلاوجہ خشک رہنا بھی خلاف ادب ہے لہذا پاؤں ایک بجانے میں شامل رہا اور کچھ دیر وقت دیکھا نب کو جبری سجدہ کرنا پڑا۔ ادا ادا دہ مریم! یا اسٹیل ایک طرف سے صدا آئی۔ زیارت قبول ہو گر سکے

ڈھونڈتے میں جو نگاہ بے ساختہ اوپر اٹھی تو تمام عمر کے نیزے اس نگاہ کے ہمراہ محبت کو کیا بے حس کی طرح چھپائے پہاں نظر آئے۔ آپ جانتے گھبراہٹ جب پیدا ہو جاتی ہے تو پھر کوئی کام نہیں ہوتا۔ حضرت جیون تیواری آئے اور گیت کی کتاب لے کے ایک کونے میں لیمپ کی کرسی کے پیچھے جا بیٹھا۔ مگر وہ بھی میری ہی طرح گھبرائے ہوئے تھے۔ ادھر تو گیت کی کتاب ٹھنڈی ہوئی اپنے زمین پر گری ادھر کی چھت بنانے والا بھی کوئی بڑا ہی بے غیرت ہوگا۔ مردہ کو اتنی غیرت نہ تھی کہ اگر کسی بیٹھے اس سے الٹی کتاب گر جائیگی تو کتنی آدمیوں کو سوچ ہوگی اور [illegible] کو ندامت ہوگی۔ بس عاقبت اندیش کی حماقت نے مجھے ایسا متفکر کر دیا کہ گیت کا نمبر اور صفحہ پادری صاحب نے بتایا مگر میں اسے سنبھال نہ سکا اپنی کتاب بند کر دی اور پاپا کی کتاب کو دیکھنے لگا۔ حضرت نے جھکتے سے کہا [illegible] یہاں سنتی جیون آئے ہوا اس [illegible] کے تیر مجھ غریب پر برسنے لگے [illegible] باہر نکلا تو [illegible] کی [illegible] پنڈت [illegible] ہے۔

بالکل درست یہ سب کچھ ہے مگر [illegible] نہیں ہے خرم بھی ایک گرم چیز ہے اگر یہ عبادت شام کو ہوتی تو زیادہ موزوں تھی۔ [illegible] میں شام کی عبادت میں شریک ہوا میرا خیال بالکل ٹھیک نکلا برقی لیمپ نہ تھے مٹی کے تیل کی دھیمی روشنی تھی۔ اسوقت دل کو سکون تھا خدا کا شکر ہے [illegible] کوئی خرم [illegible] نہیں تھا برخاست کے وقت [illegible] پادری صاحب [illegible] [illegible] میں باہر نکلا [illegible] کی [illegible] آنے [illegible] دیکھا کہ [illegible] چلی جا رہی ہے [illegible] کوئی ساتھ نہیں ہے۔

جو تماشا خانی دست و ہست [illegible]

[illegible] گریست [illegible] کس [illegible] بازدو

اس شعر میں میری [illegible] سب سے پہلی [illegible] ہے ایک بار [illegible] خرم [illegible] [illegible] کا [illegible] جب [illegible] ہو [illegible] مگر [illegible] قریب [illegible]

ڈرتے ڈرتے پوچھا کیا آپ کے ہمراہ گھر تک جانیوالا کوئی نہیں۔ جواب ملا نہیں لیکن مکان دور ہے [illegible] خوف کی کوئی وجہ نہیں [illegible] آپ کو ڈر [illegible] کا لیکن اگر کچھ خوف ہو تو میں [illegible] وہ آپ کو گھر تک پہونچا دیں۔

خدا غارت کرے [illegible] کو نا شائستگی [illegible] پیچھا نہیں چھوڑتے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] آپ کے بر [illegible] [illegible] مضمون [illegible] بیٹھ [illegible] میں خلل [illegible] آپ ہی کے [illegible] [illegible] عشق [illegible] اس نے [illegible] کے ساتھ کہا [illegible] میں خود [illegible] کی وجہ سے آپ کو گھر تک پہونچا دوں [illegible] میں [illegible] دیکھتا رہا اور دونوں [illegible]

افسوس میرے دل پر سانپ [illegible] گیا [illegible] کیا تھا۔ میری [illegible] کبھی تھیں [illegible] خرم [illegible] کہانی [illegible] اچھا [illegible] کل [illegible] [illegible] معقول [illegible] وقت [illegible] میں نے [illegible] بیشک [illegible] پوری [illegible] رکھتے ہیں [illegible] انھیں خرم آئے گھر تک [illegible] پاتے [illegible] ادھر [illegible] [illegible] اور وہ میرا [illegible] بڑھنے لگی [illegible] ساری [illegible] [illegible] ہوگی۔

میں نے اپنے دل ہی دل میں کہا۔

اسوقت میری توجہ اپنے چہرے کی رنگت پر ہے۔ میری رنگت ہنگام خفت یا تو ہلدی کا گا جب ہو جاتی ہے یا شاید نہ [illegible] کے وقت زرد۔ خرم کے وقت [illegible] حسرت خجالت [illegible] [illegible] ایک آدھ مرتبہ [illegible] سے [illegible] [illegible] گیا

یہ کام کچھ [illegible] بھی پر [illegible] جب [illegible] کرتی ہیں یہاں سال دو سال [illegible] کی جاتے [illegible] سفیدی اور سرخی [illegible] شباب کی کیفیت تھا چنانچہ ایک مرتبہ تازہ کاری کی [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کی شکل [illegible] بہت کہا [illegible] انہیں [illegible] سے محبت ہے مگر [illegible] اور شکل [illegible] کرنا [illegible] کام نہیں [illegible] لڑکی میری [illegible] ہوتی [illegible] کی [illegible] سے [illegible] نقصان [illegible] مجھے [illegible] کی فکر کرنی چاہیے۔

گھر [illegible] تو [illegible] خالی [illegible] وقت [illegible] میں ہے تو [illegible] کا [illegible] میں پڑا [illegible]

۔۔۔۔۔۔ [illegible] کو یاد [illegible] خیال [illegible] [illegible] میں [illegible] میں سوا [illegible] میری معشوق کے [illegible] [illegible] میں [illegible] سے [illegible] خرم کو دنیا سے ناپید ہو جا۔

میں نے [illegible] ایک [illegible] میں [illegible] کے جیب میں [illegible] جیب میں ڈالے بیٹھے [illegible] کا [illegible] شام ہوئی گھر سے نکل ہی رہا تھا کہ والد مرحوم نے [illegible] پوچھا کہاں چلے۔

میں [illegible] ۔۔۔۔۔ [illegible] ۔۔۔۔۔ [illegible] ۔۔۔۔۔ [illegible]

[illegible] ایک میرا کام بھی کر دو۔ یہ جواب کی [illegible] جونس کی بیوی کو دے دینا۔ تمہارا وقت ضائع نہ ہوگا بس دروازے ہی سے پکار دینا وہ لے لے گی۔ دیکھو بھول نہ جانا۔

یہ جوڑی بھی جیب میں رکھ لی۔

خیالات! اور عاشق کے خیالات!! آندھی کی طرح وارد ہوتے ہیں [illegible] کی طرح دل کو اڑا لیجاتے ہیں جونس کا مکان راہ میں [illegible] اپنی [illegible] آگے بڑھتا چلا گیا۔ (باقی آئندہ)